# جاہلیت اور صدر اسلام میں مراثی ادب کا تقابلی مطالعہ

*ڈاکٹر سید از کیا ہاشمی
**ڈاکٹر محی الدین ہاشمی
***ڈاکٹر محمد عبداللہ

"Marthiyah" (elegy) in Arabic is used for a mournful poem, a funeral song or a lament for the deceased person. The elegiac style of poetry does exist in each language of the word which reflects variety of expression styles of natural sentiments and the poet's affiliation with deceased person. Like any other language, the Arabs have also contributed towards this branch of literature and produced a remarkable elegiac poetry with its own prominent features. After the advent of Islam, the tradition of elegiac Arabic poetry was continued but reformed under the influence of Islamic teachings. It was, then, associated with overall Islamic ethics of grief as derived for the Holy Qur'an and Sunnah of the Prophet (SAW) which discourages extreme attitude expression of grief, hopelessness and impatience. This paper presents a comparative study of both pre and post Islamic elegiac literature with special focus on highlighting the Islamic reforms or modifications in the ethics of grief as reflected in the Arabic elegiac poetry.

دنیا کی شاید ہی کوئی زبان ہو جس میں شعراء نے مرنے والوں سے متعلق اپنے جذبات کا اظہار نہ کیا ہو۔ محبت نے اگر غزلیہ شاعری کو جنم دیا ہے تو مرثیہ نے بھی اسی کی آغوش میں پرورش پائی ہے۔ دنیا کی تقریباً ہر زبان میں رثائی ادب کا ذخیرہ موجود ہے جس سے شعراء کے ذوق تخیل، اظہار بیان اور فطری جذبات کی عکاسی ہوتی ہے اور فوت شدگان کے محاسن و کمالات کا پتہ چلتا ہے۔ یورپ میں THRE NODY اور ELEGY DRGE وغیرہ سب رثائی اسالیب ہیں۔ اقوام عالم کی طرح عربوں نے بھی اپنے قدیم لٹریچر میں ''رثاء'' (مرثیہ گوئی) کو خاص اہمیت دی ہے اور دیگر اصناف سخن کی طرح اس صنف میں بھی یادگار ذخیرہ چھوڑا ہے جو اپنی امتیازی خصوصیات کی بناء پر عالمی ادب میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، مانسہرہ
** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ فکر اسلامی، تاریخ و ثقافت، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
***ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، گومل یونیورسٹی، ڈی آئی خان

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

## مرثیہ معنی ومفہوم:

''مرثیہ'' کا مادہ ''ر، ث، ی'' اور ''ر، ث، وُ'' دونوں طرح آیا ہے۔ (رثی، یرثی اور رثا یرثوا) عربی میں کہا جاتا ہے، رثیت لیت، مدحتہ بعد موتہ (میت پر رونا اور اس کی مدو تعریف کرنا) اور ''رثوت المیت'' بھی کہا جاتا ہے۔ ''اذابکیته و **عددت محاسنه و كذالك اذا نظمت فيه شعرا** ''۔(1) (جب تو میت پر روئے اور اس کی خوبیاں شمار کرے اور اس کے متعلق اشعار نظم کرے)۔ انگریزی میں اس صنف کے لئے ''ELEGY'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

## مرثیہ اور مدح میں فرق:

قدیم ناقدین ادب کی اکثریت ''رثاء'' یا ''مرثیہ'' کو شعر کی مستقل صنف قرار دینے کی بجائے اسے ''مدح'' کی ایک قسم شمار کرتی ہے، ابن رشیق نے ''الحمدۃ'' میں اس موضوع پر مفصل کلام کیا ہے۔(2)

اسی بناء پر ہم دیکھتے ہیں کہ قدیم شعری مجموعوں میں مرثیوں کا انتخاب بہت کم ہے اور اسے مستقل حیثیت سے ذکر نہیں کیا گیا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مرثیہ نگاری میں ارتقاء کی وجہ سے اب یہ مستقل صنف سخن شمار ہوتی ہے۔

''مدح'' اور ''مرثیہ'' میں فرق یہ ہے کہ ''مدح'' میں تعمیم اور ''مرثیہ'' میں تخصیص کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ مدح زندہ کی بھی ہوسکتی ہے اور مردہ کی بھی، جب کہ ''رثاء'' میت پر ماتم اور اس کی مدح کے ساتھ مخصوص ہے، اگرچہ بعض متقدمین ان کے درمیان باہمی قریبی تعلق کی بناء پر ان میں فرق نہیں کرتے جیسا کہ ابن سلام، یونسل بن حبیب سے نقل کرتے ہیں۔

"**ان التـابيـن مدح الميت والثناء عليه، والمدح لحی**" (3) تابین کا لفظ مردہ اور زندہ ہر دو کی مدح وتعریف کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

قدامہ بن جعفر نے ''**باب لغت المراثی**'' میں اپنی رائے ان الفاظ کے ساتھ ذکر کی ہے:

"**لیـس بیـن الـمـرثية والـمدحة فصل الا ان يذكر فی اللفظ مديدل على انه، لهالك مثـل كـان وتـولی وقضیٰ نحبه وماشبه ذلك**" ۔(4) مرثیہ اور مدح میں کوئی فرق نہیں جب تک کہ ایسے الفاظ مذکور نہ ہوں، جن سے یہ واضح ہوتا ہو کہ یہ مرنیوالے کی تعریف کے لئے ہیں۔ مثلاً ''کان''، '' تولی'' اور ''قضی نحبہ'' اور ان کے مشابہ الفاظ۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ابن رشیق نے اسی رائے کا اتباع کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"لیس بین الرثاء والمدح فرق الاان یخلط بالرثاء شی ء یدل علی ان المقصود به میت، مثل، کان اور عدمنا، اوما یشکل هذا لیعلم انه میت". (5)

(رثا اور مدح میں کوئی فرق نہیں جب تک کہ رثاء میں کوئی ایسا مضمون نہ ہو جس سے یہ واضح ہوتا ہو کہ مقصود میت ہے جیسے کان اور عدمنا، یا ان سے ملتے جلتے الفاظ)

اس کے برعکس متاخرین مرثیہ کو مدح سے الگ شمار کرتے ہیں اور اس اختلاف کی غالبًا وجہ یہ ہے کہ جب "رثاء" میں میت پر ماتم اور اظہار رنج وغم کی جگہ "مدح" کا موضوع غالب ہونے لگا اور سننے والوں کو اشتباہ پیدا ہوا کہ شاعر کی تعریف زندہ سے متعلق ہے یا مردہ سے تو یہ حکم لگا دیا گیا ہے کہ مرثیہ اور مدح ایک ہی چیز ہیں جب تک اشعار میں موجود الفاظ سے یہ مترشح نہ ہو کہ یہ اشعار زندہ کی مدح ہیں یا مردہ کی، لیکن یہ محض لفظی اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ درحقیقت جن حضرات کی رائے میں مدح اور مرثیہ کے درمیان کوئی فرق نہیں اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ اشتباہ کی صورت میں ان کے درمیان باہمی فرق مشکل ہو جاتا ہے اور جب الفاظ کے ذریعہ متیقن ہو جائے کہ یہ مدح زندہ یا مردہ سے متعلق ہے تو وہ ان کے درمیان فرق کرتے ہیں جیسا کہ ان کی مذکورہ آراء سے واضح ہے۔

## رثائیہ شاعری کے بنیادی عناصر واقسام:

رثائیہ شاعری کے تحقیق وتجزیہ سے قبل یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ صنف کن بنیادی اجزاء پر مشتمل ہوتی ہے اور شعراء نے کن کن تصورات کو اپنی نکتہ آفرینی، تخیل اور فنی مہارت کا موضوع بنایا ہے؟ اور کن کن اسالیب میں اپنی شاعرانہ لطافتوں کا ثبوت پیش کیا ہے۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ عربی ادب کا دامن دیگر اضاف سخن کی طرح رثاء سے بھی مالا مال ہے، جاہلی اور اسلامی ادوار میں شعراء نے پیش کیا ہے، اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ عربی ادب کا دامن دیگر اصناف سخن کی طرح رثاء سے بھی مالا مال ہے، جاہلی اور اسلامی ادوار میں شعراء نے اس صنف کے بہترین نمونے پیش کر کے اپنے فنی کمال کا مظاہرہ کیا ہے، اس کے مطالعہ سے اس صنف کے جن بنیادی عناصر اور اقسام کی نشاندہی ہوتی ہے، وہ حسب ذیل ہیں (6)

### 1۔ گریہ وبکاء اور رنج وغم کا اظہار:

شاعری کا جذبات سے بڑا گہرا تعلق ہے، عشق ومحبت کا سودا ہوا یا رنج وغم کی کیفیات، جب شاعر اپنے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اشعار میں ان کی ترجمانی کرتا ہے تو سننے والوں کو بھی مضطرب اور بے چین کر دیتا ہے، تصنع اور تکلف سے پاک اور دل کی عمیق گہرائیوں سے نکلنے والی شاعری زیادہ موثر ہوتی ہے، عرب شعراء نے اپنے مرثیوں میں درد وکرب اور رنج وغم کا زیادہ اظہار کیا ہے۔

اس قسم کے مرثیے شعراء نے بالعموم اپنے بیٹوں، بھائیوں، والدین اور اعزہ واقارب واحباب کے بارے میں کہے ہیں جن کی وفات کا صدمہ انسان کو طبعی طور پر سب سے زیادہ متاثر کرتا ہے۔

زمانہ جاہلیت اور صدر اسلام کی شاعری میں اس قسم کے متعدد نمونے موجود ہیں۔ اس موضوع پر شعراء محضرمین سے متمم بن نویرہ کا عمدہ مرثیہ ہے جو اس نے اپنے بھائی مالک کی موت پر کیا ہے، جس کے چند اشعار یہ ہیں:

| | |
|---|---|
| لقد لا منی عندالقبورعلی البکا | رفیقی لتذراف الدموع السوافك |
| فقال اتبکی کل قبر رأیته | لقبر ثویٰ بین اللوی، فالد کادك |
| فقلت له، ان الشجایبعث الشجا | فدعنی فهذاکله،قبر مالك |

(میرے رفیق نے مجھے قبروں کے قریب بہتے آنسوؤں پر ملامت کی۔ اس نے کہا کیا تو اس قبر کے خیال سے جو ''لوی'' اور ''دکادک'' کے درمیان ہے ہر اس قبر روئے گا جو تجھے نظر آئے گی۔ تو میں نے اس جواب دیا کہ ایک غم دوسرے غم کو برانگیختہ کرتا ہے تو اس ملامت سے معاف کر کیونکہ یہ سب میرے بھائی مالک کی قبر ہیں)۔

## 2۔ تابین پر مبنی مرثیے:

یعنی وہ مرثیے جن میں کسی شخص کی مدح وتعریف اور اس کی پاکیزہ صفات کا ذکر اس کے مرنے کے بعد کیا گیا ہو، اس نوع کے مرثیے مدحیہ شاعری سے مشابہت رکھتے ہیں، اسی لئے بعض اوقات اس قسم کے رثائیہ اشعار کے بارے میں فیصلہ کرنا مشکل ہوتا ہے کہ ان کا تعلق مدحیہ شاعری سے ہے یا رثائیہ سے۔

اس کی ایک مثال ''العجیر السلولی'' کے درج ذیل اشعار ہیں:

| | |
|---|---|
| فتی قد قدالسیف لامتضائل | ولا رهل لباته،واباجله |
| اذا جدعندالجدارضاك جده | وذوباطل ان شئت الهاك باطله |
| یسرك مظلوما و یرضیك ظالما | وکل الذی حملته فهو حامله(8) |

(ایسا جوان جو دو باری تلوار کی طرح معتدل اور سیدھا ہے اور اس کی چھاتی اور ہاتھ پاؤں

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ڈھیلے نہیں، جب وہ سنجیدگی کی باتیں کرتا ہے تو اس کی سنجیدہ باتیں بھی تجھے بھلی لگتی ہیں اور وہ ہنسی مذاق بھی کرتا ہے اگر تو چاہے تو اس کا ہنسی مذاق تجھے غافل کر دے، اگر تو مظلوم ہو تو (تیری مدد کر کے تجھے خوش کر دے اور جو بوجھ بھی تو اس پر لا دے تو وہ اسے اٹھا لے)۔

شاعر نے یہ اشعار اپنے ممدوح کی وفات پر کہے ہیں مگر جب تک اس کا علم نہ ہو سننے والے اسے مدح کی صنف ہی میں سے خیال کریں گے۔ اس قسم کے مرثیے بالعموم ان عظیم شخصیات کے ہوتے ہیں جن سے شاعر کا رشتہ قرابت تو نہیں ہوتا مگر وہ ان کی بلند پایہ شخصیت کے زیر اثر ان کا مرثیہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ ان مرثیوں میں گریہ وبکاء پر تابین (ممدوح کی تعریف وتوصیف) کا پہلو غالب ہوتا ہے۔

## 3۔تعزیہ اور تسلی پر مشتمل مرثیے:

ان مرثیوں میں مرنیوالے پر گریہ وبکاء اور مدح کی بنسبت تعزیہ کا رنگ غالب ہوتا ہے، شاعر اس قسم کے مضامین کو مرثیوں میں ایسے مواقع پر شامل کرتا ہے جب وہ کسی امیر یا حاکم کے ساتھ انتہائی قریبی روابط رکھتا ہے اور اس کے کسی قریبی رشتہ دار کی وفات سے پہنچنے والے صدمے پر اس کی تعزیت کرتا ہے اور اس کا حوصلہ بڑھاتا ہے۔ اس میں ضمناً وہ امیر کے شرف وفضیلت کا بھی ذکر کرتا ہے۔ اس کی مشہور مثالیں ابوالطیب المتنبی کے اشعار موجود ہیں مثلاً وہ امیر سیف الدولہ کے بیٹے کی وفات پر اپنے مرثیہ میں امیر سے تعزیت کرتے ہوئے کہتا ہے۔

عزاء ك سيف الدولة المقتدىٰ به　　　　فانك نصل والشدائد للنصل

ولم ار اعضى منك لحزن عبرة　　　　واثبت عقلاو القلوب بلاعقل(9)

اے سیف الدولہ! تو اپنے صبر کو لازم پکڑ جس کی لوگ اقتداء کریں کیونکہ تو تلوار کا پھل ہے اور تمام شدائد تلوار کے پھل ہی کو پیش آتے ہیں اور میں نے تجھ سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا جو غم کے موقع پر آنسو روکنے والا اور پختہ عقل ہو جب کہ سب قلوب کی عقل جاتی رہے۔

## 4۔حکمت وفلسفہ پر مشتمل مراثی:

بعض مرثیوں میں حکمت وفلسفہ کی آمیزش ہوتی ہے ان میں موت وحیات، فلسفہ فنا وبقاء زمانے کی گردشوں اور روزمرہ زندگی کے احوال کا تذکرہ ہوتا ہے، متقدمین کے اشعار میں اس قسم کی مثالیں بکثرت ملتی ہیں۔ مثلاً ابوذ ؤیب الہذلی اپنے بیٹوں کے مرثیہ میں کہتا ہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

| | |
|---|---|
| واذلمنية انشيت اظفارها | الفيت كل تميمة لاتنفع |
| ولقد ارى ان البكاء سفاهة | ولسوف يولع بالبكاء من يضجع |
| والنفس راغبة اذاراغبتها | واذا ترد الى قليل تقنع(10) |

''جب موت پنجے گاڑ دیتی ہے تو پھر کوئی تعویذ گنڈہ کام نہیں آتا، مجھے معلوم ہے کہ گرو بکاء حماقت ہے مگر جسے صدمہ پہنچتا ہے اس کی آنکھیں تو آنسو بہاتی ہیں۔نفس کو تو جب بھی ترغیب دوا سے راغب پاؤ گے اور اگر اسے تھوڑے ہی پر روک دو تو اس پر قانع ہو جائے گا۔

ابن الرومی، متنبی اور معری وغیرہ کے ہاں اس قسم کی مثالی بکثرت موجود ہیں، بعض مراثی میں مذکورہ چاروں عناصر جمع ہوتے ہیں، مگر ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ بالعموم کسی میں ایک عنصر غالب ہوتا ہے تو کسی میں دوسرا عنصر جس کی بناء پر ہم اسے مرثیہ کی کسی خاص قسم سے مخصوص کر سکتے ہیں۔

## مرثیہ آغاز وارتقاء:

مرثیہ کے تعارف میں سوال بھی اہمیت رکھتا ہے کہ مرثیہ کا آغاز کب اور کیونکر ہوا؟ اس سلسلے میں جو بات یقینی طور پر کہی جاسکتی ہے یہ ہے کہ جب سے انسان کو مت سے سابقہ پڑا اور وہ اپنے اعزہ واقارب کے صدمے سے دوچار ہوا تو اس نے آہ و بکاء، نوحہ وماتم کیساتھ ساتھ موزوں اشعار کے ذریعہ بھی اپنے غم واندوہ کا اظہار کیا۔

قدیم ارباب سیر و تاریخ نے حضرت آدمؑ کے بعض اشعار نقل کئے ہیں جو قابیل کے ہاتھوں ہابیل کے قتل پر آدمؑ کی زبان سے رنج وغم کی حالت میں جاری ہوئے جیسا کہ ابن حریر نے نقل کیا ہے۔

| | |
|---|---|
| تغيرت ابلاد و من عليها | فوجه الارض مغير قبيح |
| تغير كل ذولون وطعم | وقل بشاشة الوجه المليح(11) |

اگر چہ بعض اہل علم کو ان اشعار کو حضرت آدمؑ کی طرف منسوب کرنے میں اشتباہ ہے جیسا کہ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

''وهـذا الشـعـر فيه نظر وقديكون آدمؑ قال كلاماً يتحزن به بلغته فاتفه،بعضهم الى هذا وفيه اقوال.''(12)

''ان اشعار میں نظر و فکر کی ضرورت ہے، ممکن ہے آدمؑ نے یہ کلام رنج وغم کی حالت میں اپنی زبان میں کہا ہو اور کسی نے اس شکل میں موزوں کر دیا ہو اور اس میں دیگر اقوال بھی ہیں۔''

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

یہ رائے زیادہ قرین قیاس ہوسکتی ہے کہ ممکن ہے حضرت آدمؑ نے اپنی زبان میں اپنے قلبی تاثرات پیش کئے ہوں، اور کسی شاعر نے انہیں عربی میں نظم کر دیا ہو، تاہم اس سے کم از کم یہ نتیجہ تو اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اپنوں کی وفات پر رنج و غم کا اظہار ایک قدیم روایت ہے جس کا سراغ پہلے انسان کے سانحہ ارتحال سے ہمیں مل سکتا ہے ابتدائی دور میں اس قسم کے منظوم اشعار صرف آہ و بکاء، بین اور اظہار رنج و غم تک محدود ہوتے تھے پھر ان میں ممدوح کے اوصاف و اخلاق کے بیان کا اضافہ ہوا مرنیوالے کی عظمت کو اجاگر کرنے کیلئے اس کے اوصاف و کمالات کا بھی ذکر ہونے لگا، امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ مرثیہ کی وسعت میں بھی اضافہ ہوتا گیا اور اس میں نئے نئے مضامین شامل کئے گئے۔ افراد کے علاوہ شہروں کی تباہی و بربادی بعض اہم واقعات و حوادث مثلاً سانحہ کربلا اور قوموں کے اجتماعی زوال اور اخلاقی موت پر بھی مرثیے کہے گئے۔

## جاہلی و اسلامی شاعری میں مرثیہ تقابل و موازنہ:

ظہور اسلام سے قبل کی شاعری جاہلی ادب کی نمائندہ ہے جب کہ ظہور اسلام کے بعد کی شاعری پر اسلامی تعلیمات کے اثرات واضح اور نمایاں ہیں۔ عربوں کی رثائیہ شاعری مختلف ادوار پر مشتمل ہے ہماری بحث صرف جاہلی اور اسلامی مرثیوں تک محدود ہے۔ اور اسلامی مرثیوں سے یہاں ہماری مراد وہ مرثیے ہیں جو عہد نبوت میں مسلم شعراء نے پیش کئے کیونکہ وہی درحقیقت اسلامی ادب کی بہترین نمائندگی کرتے ہیں۔ بعد کے ادوار میں کہے جانیوالے مرثیے اس بحث سے خارج ہیں۔

کچھ مراثی آنحضرت ﷺ کے وصال پر بھی صحابہ کرام نے کہے جو اسلامی ادب کا بہترین سرمایہ ہیں جن پر مفصل بحث مستقل مقالہ کی محتاج ہے۔

## جاہلی مراثی اور ان کے اسالیب:

عربوں کے ہاں مرثیہ گوئی ان کی شاعری کی طرح انتہائی قدیم ہے۔ مرنیوالوں کے اوصاف و مناقب کا ذکر اور ان کی موت پر رنج و غم کا اظہار جاہلیت کی عام روایت تھی (13)۔

جاہلی مرثیوں کی بڑی تعداد جنگوں کے مقتولین کے بارے میں ہے جن پر بکثرت نوحہ کیا جاتا اور مرثیوں میں دشمن کو اپنی ہجو کا ہدف بنایا جاتا اور مقتول کے قبیلے اور خاندان کیلئے اس کے کارناموں کو باعث عزت و شرف قرار دیا جاتا۔ اس کی نمایاں مثال المرقش کا قصیدہ ہے جس کی ابتداء وہ اس شعر سے کرتا ہے۔

هل بالديار ان تجيب صمم　　　لو كان رسم ناطقا كلم(14)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

بعض اوقات شعراء اپنے قبیلے کے بہادروں کے مرثیے اس مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے کہتے تا کہ اپنے قبیلے کو مقتول کا کا بدلہ لئے پر اکسائیں اور آتش انتقام برافروختہ کریں، چنانچہ وہ مرنیوالوں کے مناقب و محاسن کے ساتھ ساتھ ان کی جرأت وحماست کا بھی ذکر کرتے (15)

مرثیہ گوئی میں عورتیں بھی مردوں کے ساتھ شریک ہوتیں اور مرنیوالوں اور مقتولین پر نوحہ و ماتم کرتیں، مبرد لکھتے ہیں:

**''کانو فی الجاهلية اذا بلغو افی الجزع حلق النساء رئو سهن و لطمن خدودهن بالنعال''.** (16)

''جب جاہلیت میں لوگ ماتم میں مبالغہ کرتے تو عورتیں اپنے سروں کو مونڈ لیتیں اور اپنے گالوں کو جوتوں سے پیٹنے لگتیں''۔

شعراء نے عورتوں کی سینہ کوبی، ماتمی لباس اور گالوں کو پیٹنے کا تذکرہ اپنے رثائیہ اشعار میں جابجا کیا ہے، مثلاً مہلہل اپنے بھائی کے مرثیہ میں کہتا ہے۔

**واذا تشاء رأیت وجهاً واضحاً　　　وذراع باكية عليها برنس** (17)

(توجب چاہے دیکھ لے بے پردہ چہرہ اور مرنیوالی کا ہاتھ جس سے وہ سینہ زنی کرتی ہے اس حال میں کہ اس پر ماتمی لباس ہے ''یعنی تمہارے لئے ہروقت ماتم ہوتا ہے'')۔

اور خنساء جاہلی اشعار میں اپنے بھائی مالک پر ماتم کرتے ہوئے کہتی ہے۔

**يجد النساء حواسراً يندبنه يلطمن اوجههن بالاسحار.** (18)

(جو شخص ہماری عورتوں کو دیکھنا چاہے تو وہ انہیں برہنہ سر روتا ہوا اس حال میں پائے گا کہ اپنے مونہوں پر صبح طمانچے مارتی ہوں گی)۔

جاہلی شاعری کا معتدبہ حصہ خواتین شعراء کے مرثیوں پر مشتمل ہے کیونکہ وہ اپنی فطری نرم دلی اور اثر پذیری کی بناء پر نوحہ وماتم میں پیش پیش ہوتی ہیں۔ محققین کے نزدیک اس فن میں جن خواتین کا ادبی پایہ بہت بلند ہے ان میں خنساء، جلیلۃ زوجہ کلیب اور عاتکہ بنت زید خاص طور پر قابل ذکر ہیں، بالخصوص اوّل الذکر وہ عربی ادب کی اوّلین شاعرہ ہیں جنہوں نے اس صنف میں دلدوز و جاں فگار مرثیہ گوئی کی بنیاد رکھی اور فن مرثیہ گوئی میں ضرب المثل بن گئیں۔ ان خواتین کی ادبی حیثیت کا تذکرہ نویس شیخو نے اپنی مشہور کتاب ''مراثی شواعر العرب'' میں کیا ہے۔(19)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

شعراء عرب نے اپنے اعزاہ و اقارب کا طبعی موت پر بھی مرثیے کہے اور ان کی صفات شجاعت، جرأت، سخاوت اور مہمان نوازی کا ذکر کرتے ہوئے اظہار رنج وغم کیا ہے۔

ان مرثیوں کا غالب حصہ بھائیوں پر مشتمل ہے۔ ابن سلام نے ''طبقات فحول الشعراء'' میں مرثیہ گوئی میں نمایاں چار معروف شعراء کا ذکر کیا ہے یعنی **متمم بن نویرة، الخنساء السلمية، اعشیٰ باهلة اور كعب بن سعد الغنوی**۔(20)

ان چاروں کے مرثیے اپنے بھائیوں سے متعلق ہیں۔ ابو تمام نے حماسہ میں جن مراثی کا ذکر کیا ہے ان میں سے سترہ مرثیے بھائیوں کی وفات پر کہے گئے۔(21)

بھائیوں کی وفات پر مرثیوں کی کثرت کی ایک بڑی وجہ جاہلی معاشرے اور قبائلی زندگی میں اس رشتے کی اہمیت ہے، بھائی کی وفات پر ایک بدوی یوں محسوس کرتا ہے گویا اس کا بازو کاٹ دیا گیا ہے اور وہ بے سہارا ہو چکا ہے، اسی بناء پر جاہلی شعراء نے جس کثرت اور شدت کے ساتھ غم واندوہ کا اظہار کیا ہے وہ دیگر اقارب کے مرثیوں کی بنسبت بہت زیادہ ہے بھائیوں کے علاوہ بیٹوں کی وفات پر بھی جاہلی شعراء نے مرثیے کہے، ان میں سب سے عمدہ مرثیہ ابوذؤیب الھذلی کا شمار کیا جاتا ہے جس کے مطلع یہ ہے۔

**امن المنون وريبها تتوجع والدهر ليس بمعتب من يجزع**(22)

''کیا تم زمانے کی گردشوں اور موتوں سے گھبرانا وفریاد کرتے ہو حالانکہ زمانہ اسے کبھی بھی خوش نہیں رکھتا جو روتا دھوتا ہے۔''

بیٹوں کے مرثیوں میں شعراء نے ماں کے درد وکرب اور رنج والم کے جذبات کا اظہار بڑی عمدگی کے ساتھ کیا ہے۔(23)

عرب شعراء نے اپنے اشراف وسادات کی موت پر بھی مرثیے کہے اور ان کے نمایاں اوصاف کا بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ ذکر کیا ہے، مثلاً فضالة بن کلدة الاسعدی کی موت پر اوس بن حضر کا مرثیہ(24) اس کا مطلع یہ ہے۔

**ايتها النفس! اجملی جزعا ان الذی تخورين قدوقعا**(25)

(اے نفس! جزع فزع مختصر کر، کیونکہ جس حادثے کا تجھے اندیشہ تھا وہ تو واقع ہو چکا)۔

دور جاہلیت میں مرنیوالوں پر مرثیہ کہنے کی روایت چونکہ عام تھی اس لئے بعض اوقات اکابر واشراف

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

قوم مرنے سے قبل وصیت کرتے کہ ان پر مرثیہ کہا جائے۔اس کا اندازہ اس روایت سے ہوتا ہے جسے ابن ہشام نے بحوالہ ابن اسحاق نقل کیا ہے کہ جب عبدالمطلب کی رحلت کا وقت آیا اور انہیں اپنی موت کا یقین ہوا تو اپنی چھ بیٹیوں کو جمع کیا اور ان سے کہا:

"ابکین علی حتی اسمع ماتعلق قبل ان اموت".

(تم مجھ پر گریہ وزاری کروتا کہ میں اپنے مرنے سے پہلے سن لوں کہ تم کیا کہو گی؟)

پھر سب نے باپ کا ماتم کرتے ہوئے اشعار کہے، جنہیں سن کر آپ نے سر سے اشارہ کر کے کہا کہ مجھ پر ایسے ہی بین کیا جائے۔

ابن ہشام نے عبدالمطلب کی بیٹیوں صفیہ، برّ ۃ، عاتکہ، ام حکیم اور اروی کے مراثی ذکر کئے ہیں(26) ان میں سے ہر مرثیہ کا مطلع یہ ہے۔

1) ارقت لصوت نائحة بليل+على رجل بقارعة الصعيد(مرثیہ صفیہ)

رات کے وقت ایک رونے والی کی آواز سے میری نیند اچاٹ ہوگئی جو ایک بالکل راستے پر کھڑے ہوئے شخص پر رو رہی تھی)

2) اعيني جواد ابدمع دررعلى طيب الخيم والمعتصر (مرثیہ برّ ۃ)

(اے میری آنکھو! نیک سیرت اور سخی پر موتیوں جیسے آنسوؤں سے سخاوت کرو)۔

3) اعيني جواد اولاتبخلا　　بدمعكما بعدنوم النيام　　(مرثیہ عاتکہ)

(اے میری آنکھو! سونے والوں کے سو جانے کے بعد اپنے آنسوؤں کی سخاوت کرو اور بخل نہ کرو)۔

4) الاياعين جودی واستهلی　　وبلى ذالندى المكومات　　(ام حکیم)

(اے آنکھ! سخاوت اور آہ و فغان کر اور بزرگیوں والے اور سخاوت والے پر رو)

5) الاهلك الراعى اعشيرة ذوالفقد وساقى الجيج والمحامى من المجد(امیمہ)

(سن لو! خاندان کا محافظ، گمشدوں کو ڈھونڈ نکالنے والا، حاجیوں کا ساقی، عزت وشرف کی حمایت کرنے والا چل بسا)

6) مكبت عينى و حق لها البكا　　على سمح سجيته الجياء (اروی)

(میری آنکھ ایک سر تا پا سخاوت اور حیا شعار پر روتی ہے اور اس آنکھ کے لئے رونا ہی سزاوار ہے)

ان اشعار سے اس دور کی خواتین کے اعلیٰ ذوق کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ شعراء نے مرنے سے پہلے خود اپنا مرثیہ کہا اور اولاد کو بھی مرثیہ کہنے کی ترغیب دی۔ مثلاً قراد بن غویۃ بنی سلمٰی کا مرثیہ جسے! ابوتمام نے نقل کیا ہے جس میں وہ مرنے سے قبل اپنا مرثیہ کہتے ہوئے اپنے بیٹے کو بھی اپنے اوپر ماتم کرنے کی وصیت کرتا ہے جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

**الالیت شعری مایقولن مخارق　　اذاجاوب الهام المیصح هامتی**

(اے کاش! مجھے خبر ہوتی کہ میرا بیٹا مخارق کہے گا جب کہ شوروغل مچانے والے پرندوں کو میری قبر سے نکلنے والا پرندہ جواب دے گا)۔

**ایبکی کمالومات قبلی بکیته　　ویشکر لی بذلی له وکرامتی**

(کیا وہ میرے لئے ایسے روئے گا جیسا کہ میں اس کیلئے روؤں جب کہ وہ مجھ سے پہلے مرجائے اور میں نے جو اس پر خرچ کیا اور اسے عزت سے رکھا کیا وہ اس پر میرا شکریہ ادا کریگا؟)

**وکنت له عما لطیف ووالدا　　رؤوفا واما مهدت فانا متی**(27)

(حالانکہ میں اس کیلئے عمدہ چچا، مہربان باپ اور ایسی ماں تھا جسے اسے گہوارے میں لیا اور سلا دیا)۔

صاحب عقدالفرید نے بھی ایک فصل میں ان لوگوں کا ذکر کیا ہے۔

**من رثی انفسه ووصف قبره ومایکتب علی القبر**(28)

جاہلی دور کی رثائیہ شاعری میں وہ تمام عناصر موجود ہیں جو رثائی ادب کا ملازمہ ہیں، شعراء نے مرنیوالوں کی جدائی پر درد وغم کا اظہار بھی کیا ہے اوران کی مدح وتوصیف بھی۔ ان کے اشعار تعزیت وتسلی کے مضامین پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ حکمت ودانش کو بھی اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔

جاہلی مرثیوں میں بعض قصائد ایسے بھی ملتے ہیں جو مرثیہ کے عام اسلوب سے ہٹے ہوئے ہیں اوران کی ابتداء غزل ونسیب سے کی گئی ہے جیسا کہ درید بن الصمۃ کا اپنے بھائی عبداللہ پر مرثیہ(29)

ان رشیق لکھتے ہیں: ''**ولیس من عادة الشعراء ان یعزمواقبل الرثاء نسیبا کما یصغوف ذالك فی المدح والجهاء** ''(30) (مدح اور ہجو کی طرح شعراء کے ہاں مرثیوں کی ابتداء میں نسیب کا رواج نہیں) اور ابن کلبی لکھتے ہیں: ''**لااعلم مرثیة واولها نسیب والا قصیدة درید بن الصمة** '' (مجھے کسی ایسے مرثیہ کا علم نہیں جس کی ابتداء نسیب سے کی گئی ہو سوائے درید بن الصمۃ کے۔ ابن

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

رشیق کے نزدیک عہد جاہلیت اور عہد اسلام میں مرثیہ کی ابتداء میں تشبیب سے گریز کو ضروری سمجھا جاتا تھا کیونکہ اس میں حسرت و یاس اور رنج و مصیبت کا ذکر ہوتا ہے۔ وہ درید کے مرثیہ میں غزالیہ اشعار کی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ یہ اشعار اس نے اپنے بھائی کے قتل کے ایک سال کہے تھے جب کہ اس نے اپنا انتقام لے کر مقصود حاصل کر لیا تھا۔(31)

ناقدین ادب ابن رشیق کی اس رائے سے بالکلیہ متفق نہیں اور درید کے علاوہ بھی چند ایسے شعراء کی نشاندہی کرتے ہیں جنہوں نے اپنے مرثیوں کی ابتداء غزلیہ اشعار سے کی ہے جیسا کہ ڈکتور عبدالقادر لکھتے ہیں:

**"ومن قصائد الرثاء التى صدرت بالغزل ثلاث قصائد للمهلهل فى رثاء اخيه كليب واربع قصائد لحارث بن عباد، احداها فى ابنه بحير الذى قتله، المهلهل ومرثيه النابغة الذيبانى للنعمان بن الحارث الغسانى ومرثية حسان بن ثابت لحمزة بن عبدالمطلب وقصيدة عزيفة بن مسافع العبى اوكعب بن سعدا الغنوىٰ على خلاف فى النسبة.(32)**

قدیم عربی مرثیے شدت جذبات واحساسات کے اعتبار سے امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔

شعراء نے اس مقصد کیلئے درج ذیل الفاظ وتراکیب بکثرت استعمال کی ہیں جن سے رنج وغم اور فراق وصدمہ کی کیفیات کا بخوبی اظہار ہوتا ہے۔

مثلاً **الشجون الهاجسات، اللوعة المكتومة ، الجراح المنكوئوة، الليل الطويل الذى يبدو كان لاآخرله، والعليل الذى لايهداو لاهبر د** وغیرہ۔

جاہلی شعراء کی کثیر تعداد نے رثائیہ شاعری کو موضوع سخن بنایا ہے، ان میں سے نمایاں حسب ذیل ہیں، مثلاً

**عدى بن ربيعه التغلبى،مهلهل البراق الاسدى، ليلىٰ بن لكيز بن مرة الاسدى، جليله بنت مرة، معد يكرب بن الحارث، امروالقيس، طرفة، عدى بن زيد نابغه زيبانى، زهيربن ابى سلمىٰ، قس بن ساعدة،لبيد، خنساء،دريد بن الصمة متمم بن نويرة، ابو ذئويب الهذلى، اعشىٰ باهله وغيرهم.**

قدیم ترین عربی مرثیوں میں مہلہل اور اوس بھی حجر کے مرثیے مشہور ہیں۔(33)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ابن سلام نے مرثیہ گوئی میں متمم بن نویرۃ خنساء اعشیٰ باھلۃ اور کعب بن سعد الغنوی کو ترجیح دی ہے۔(34) معاصر ناقدین ادب میں سے دکتور عبدالقادر کی رائے میں لبید بن ربیعہ العامری، مہلہل اور خنساء جاہلی دور کے بہترین شعراء ہیں جنہیں صنف مرثیہ میں نمایاں مقام اور شہرت حاصل ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"**ومن شعراء الجاهلية الذين اجادو افن الرثاء وبرزو افيه واشتهر وابه لبيد بن ربيعة، العامری،فهو يعد احد الرثائين الثلا ثة، والمهلهل والخنساء.**" (۳۵)

قدیم عربی ادب میں رثائیہ شاعری کے اہم ماخذ درج ذیل ہیں؛

۱) دیوان الحماسۃ۔ اس میں باب المراثی کے عنوان سے ایک مستقل باب ہے۔

۲) جمہرۃ اشعار العرب لابی زید القرشی، اس میں مرثیہ گو شعراء کا مستقل حصہ ہے۔

۳) طبقات الشعراء لابن سلام جس میں متمم بن نویرۃ، خنساء، اعشیٰ باہلۃ اور کعب بن سعد الغنوی کے مراثی ہیں۔

**دیوان الهزليين، امالی اليزيدی** اور **المفضليات** میں بھی متعدد مرثیے موجود ہیں۔ ان کے علاوہ قدیم علماء و ادباء نے اس صنف ادب کے مخصوص مجموعے بھی تیار کئے جاتے ہیں جن میں ایک مجموعہ کوفہ کے نحوی ابن الاعرابی (150-231ھ) کا ہے جسے W.Wright نے مقطعات مراث لبعض العرب کے نام سے ایک نامکمل مخطوطہ سے شائع کیا ہے۔(36)

"**المراثی**" **مراث و اشعار فی غير ذا لك و اخبار و لغته۔** کے عنوان سے محمد بن العباس الزیدی ۳۱۰ھ کی کتاب بھی بڑی اہم ہے جو حال ہی میں طبع ہوئی ہے۔(۳۷)

ان ماخذ کے علاوہ بعض شعراء کے مستقل دواوین بھی ہیں جن میں اس موضوع پر الگ مواد موجود ہے۔

## اسلامی مرثیے۔عہد رسالت میں اسالیب وخصائص:

اعزہ و اقارب کی موت پر رنج وغم کا اظہار فطری ہے اس لئے اسلام میں مرثیہ گوئی پر کوئی پابندی عائد نہیں کی بلکہ اسے کچھ آداب وضوابط کا پابند کیا۔ مثلاً شکوۃ و شکایت سے اجتناب، مدح میں مبالغہ، ماتمی رسومات ومجالس سے اجتناب وغیرہ۔ وگرنہ خود آنحضرت ﷺ کا پنی صاحبزادیوں اور صاحبزادوں کے انتقال پر رونا احادیث سے ثابت ہے۔(۳۸) بالخصوص حضرت ابراہیمؓ کے انتقال پر آپ ﷺ کے آنسوؤں

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کا جاری ہونا اور اپنے جذبات اور شریعت کے تقاضوں کا اظہار درج ذیل ارشاد نبوت سے ہوتا ہے:

**" ان العین تدمع و القلب یحزن ولا نقول الا مایر ضی ربنا و انا بفراقك یا ابراهیم لمحزونون."(۳۹)**

(آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل مغموم ہے اور زبان سے ہم وہی کہیں گے جو اللہ کو پسند ہے اور اے ابراہیم! تمہاری جدائی کا ہمیں صدمہ ہے)۔

ہمارے خیال میں رثائیہ شاعری اگر شریعت کی حدود میں ہو اور تعزیہ وتسلی کے مضامین پر مشتمل ہو تو اس کے پسندیدہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ کیونکہ ایک حدیث میں ہے۔

**" من عزی مصابا فله مثل اجرة"(۴۰)**

(جس نے کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کی تو اس کے لئے مصیبت زدہ کا سا اجر ہے)۔

مسلم شعراء کا عہد رسالت میں مختلف اکابر صحابہ کی شہادت اور مختلف غزوات کے موقع پر مرثیے کہنا اس کے جواز کا کافی ثبوت ہے۔

ان شعراء میں حسان بن ثابتؓ، کعب بن مالکؓ عبداللہ بن روحۃؓ اور صفیہ بنت عبدالمطلب کے مرثیے قابل ذکر ہیں۔ بالخصوص اوّل الذکر کے مراثی کی تعداد سب سے زیادہ ہے، جو انہوں نے حضرت خبیبؓ، سعد بن معاذؓ، جعفر بن ابی طالب کی شہادت اور غزوہ احد اور غزوہ موتہ کے شہداء کے بارے میں کہے۔(41)

نمایاں خصائص واسالیب:۔

مراثی صحابہ کی نمایاں خصوصیات حسب ذیل ہیں:

1۔ اسلام نے جہاں ہر شعبہ زندگی کی اصلاح کی وہاں شعر وشاعری کا قبلہ بھی درست کیا اور اسے مقصدیت سے آشنا کیا جس کے نتیجے میں شاعر کی دیگر اصناف سخن کی طرح مرثیہ گوئی کا بھی رنگ بدلا۔ اسلام نے فطری جذبات کے اظہار پر کوئی قدغن تو نہیں لگائی البتہ ایسی شاعری کی ضرور حوصلہ شکنی کی جس کا مقصود فقط آہ زاری ہو۔

درج ذیل نکات سے اس بخوبی وضاحت ہوسکتی ہے کہ عہد نبوت میں مرثیہ میں کیا تبدیلیاں رونما ہوئیں اور تعلیمات نبوت نے اسے کس حد تک متاثر کیا؟

جاہلیت میں شعراء مرنے سے قبل وصیت کر جاتے کہ ان کے انتقال پر خوب گریہ و ماتم کیا جائے اور مرثیہ پڑھے جائیں۔ طرفۃ بن العبد کا یہ شعر اسی حقیقت کی وضاحت کرتا ہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اذا مت فابکینی بماانا اہلہ　　　وشقی علی الحبیب یا ام معبد(42)

(اے ام بعد! میں جب مرجاؤں تو خوب آہ وزاری کرنا اور گریبان پھاڑ نا کہ میں اس کا مستحق ہوں)۔

جاہلی مرثیوں کے مطالعہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ان میں مرنیوالوں پر ماتم کرنیوالوں کی کثرت کا فخریہ انداز میں تذکرہ کیا گیا ہے۔(43)

اسلام نے شعراء کے زاویہ فکر ونظر کو کس حد تک بدلا اس کا اندازہ مشہور شاعر لبید کی وصیت سے ہوسکتا ہے۔ جسے اسلام کی سعادت حاصل ہوئی تو اس نے مرنے سے قبل جو وصیتیں کیں ان میں سے ایک اہم وصیت یہ تھی کہ ''مجھ پر کسی رونے والی اور بین کرنے والی کو نالہ وشیون نہ کرنے دیا جائے۔''(44)

جاہلی دور کی مشہور شاعرہ خنساء(جس نے اپنے بھائیوں کی موت پر المناک مرثیے کہے اور ان کی جدائی میں رورو کر اندھی ہوگئی تھی اور جسے ناقدان سخن ''ارثی العرب''(عرب کی سب سے بڑی مرثیہ گو) کے لقب سے یاد کرتے ہیں کہ چار جوان بیٹے جنگ قادسیہ میں یکے بعد دیگرے شہید ہوئے تو ان کی زبان سے فقط یہ الفاظ نکلے۔

''الحمد اللہ الذی شرفنی بقلتھم''

(اللہ شکر کا شکرہ جس نے شہادت عطاء کر کے مجھے عزت وشرف سے نوازا)۔(45)

جنگ احد میں حضرت حمزہؓ کا مثلہ بنایا گیا تو ان کی بہن صفیہ بنت عبدالمطلب نے ان پر ماتمی اشعار کہے۔ اس المیہ پر اپنے فطری جذبات کے اظہار کے ساتھ ساتھ خبر شہادت پر اپنے ربانی ردّعمل کا ذکر اس شعر میں کیا ہے۔

اقوال وقد اعلی النعی عشیرتی　　جزی اللہ خیراً من اخ و نصیر(46)

(جس وقت میرے خاندان میں موت کی اطلاع دینے والے نے خبر پہنچائی تو میں نے صرف اتنا کہا، اللہ میرے بھائی اور میرے معاون کو بہترین جزاء عطاء فرمائے)

ب۔　جاہلی مرثیوں میں ایسے مضامین بکثرت موجود ہیں جو توہمات وخرافات پر مبنی ہیں اور جن کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں مثلاً متعدد شعراء نے اپنے مرثیوں میں ایک پرندے کا ذکر کیا ہے۔ جسے ''ہامّہ'' کہا جاتا ہے(۴۷) اور جاہلی توہمات کے مطابق جب مردہ گل کر مٹی ہوجاتا ہے تو اس کے سر سے یہ پرندہ باہر نکل کر آواز نکالتا ہے۔(۴۸)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اسلامی مرثیوں میں اس کے برعکس توہمات وخرافات کے بجائے حقائق کا ذکر واضح ہے اور ان میں تقدیر پر ایمان، صبر وشکر، جنت دوزخ، حیات بعد الموت اور تعزیت وتسلی کے مضامین نمایاں نظر آتے ہیں۔

ج۔ جاہلی مرثیوں کے زمانے کے بے وفائی کا شکوہ عام ہے، رنج وغم کے اظہار میں مبالغہ ہے، ان سے ناامیدی اور مایوسی کا تاثر ابھرتا ہے جس فکری اور عملی قوتوں کے مفلوج ومعطل ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے جب کہ مسلم شعراء نے مرنے والوں کی موت پر رنج وغم کا اظہار تو کیا ہے مگر شکوہ وشکایت کے بجائے انہوں نے رضاء بالقضاء کا راستہ اختیار کیا ہے اور صبر وتعزیت کے مضامین پیش کئے ہیں مثلاً حضرت حسان بن ثابتؓ ،حضرت سعد بن معاذؓ اور دیگر شہداء کے مرثیہ میں کہتے ہیں۔

فذالك يا خير العباد بلاء نا    اجاتينا الله و الموت ناقع

و نعلم ان الملك لله وحده    وان قضاء الله لا بُد واقع (۴۹)

(اے بہترین بندے! یہ تو ہماری آزمائش ہے اس لئے ہم موت کو حق سمجھتے ہیں اور اللہ کی مرضی اور حکم پر لبیک کہتے ہیں۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ ملک وحکومت صرف اللہ ہی کے لئے ہے اور یہ کہ قضاء الٰہی واقع ہو کر رہتی ہے)۔

بعض شعراء نے رضاء بالقضاء سے بھی آگے بڑھ کر اپنے مرثیوں میں شہادت کو سعادت سمجھتے ہوئے خود اپنے لئے شہادت کی تمنا کی ہے۔ حضرت صفیہ اپنے بھائی حمزہ کی شہادت پر ماتمی اشعار میں کہتی ہیں۔

فذالك ما كنا نرجى و نرتجبى    لحمزة يوم الحشر خير مصير (۵۰)

(یہ شہادت تو وہ چیز ہے جس کی ہم خود اپنے لئے بھی آرزو رکھتے ہیں اور دوسروں کو بھی آرزو دلاتے ہیں حشر کے دن حمزہ کے لئے بہترین لوٹنے کی جگہ ہوگی)۔

پ مختلف شعراء نے اپنے مرثیوں میں شہادت پانے والوں کے جنتی ہونے کا ذکر کر کے ان کے فراق سے پیدا ہونے والے صدمے کو کم کرنے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً عبداللہ رواحہؓ ،حضرت حمزہؓ کے ماتمی اشعار میں کہتے ہیں۔

عليك سلام ربك في جنان    مخالطها يغم لا يزول (۵۱)

(آپ پر جنتوں میں آپ کے رب کی طرف سے سلام ہو جس میں لازوال نعمتیں ملتی رہیں گی)۔

حضرت صفیہؓ ،حضرت حمزہؓ کی شہادت پر کہتی ہیں۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

دعاة اله الحق ذو العرف دعوة     الی جنة یحیا بها وسرور

(انہیں صاحب عرش معبود حقیقی نے جنت کی طرف بلا لیا جہاں انہیں (حقیقی) زندگی ملے گی اور وہ مسرت بخش زندگی گزاریں گے)۔

۲۔ بعض مرثیے جاہلیت کی رسم کے مطابق تشبیب سے شروع کئے گئے ہیں مگر تشبیب سے ریز کا جو اسلوب اختیار کیا گیا ہے اس پر دینی اثرات نمایاں ہیں اس کا اندازہ حضرت کعب بن مالکؓ کے مرثیہ سے ہوتا ہے جو انہوں نے حضرت حمزہؓ کی شہادت پر کیا تھا۔ اس کے عمدہ اسلوب میں دعوتی رنگ کی جھلک بھی واضح ہے۔ مرثیہ کے ابتدائی اشعار میں فرماتے ہیں۔

طرقت همو مك فالر قادمسهد     وجزعت ان مسلخ الشباب الاغيد

ودعت فوداك لهوىٰ ضمرية     فهواك غوری وضخوك منجد

فدع التمادی فی الغواية سادرا     قد كنت فی طلب الغواية تفند

ولقد انی لك ان تناهی طائعا     او تستفيق اذالهاك المرشد(۵۳)

(تیری فکروں نے رات کو دستک دی تو نیند اڑ گئی اور تو نے شکایت کی کہ پرکیف شباب چھن گیا اور ضمر یہ نے تیرے دل کو محبت کی دعوت دی پس تیرا یہ عشق پست ہے اور تیرا یہ عشق پست ہے اور تیرا ہوش میں آ جانا ہی تجھے بلندی عطا کر سکتا ہے پس گمراہی میں بھٹکنے والے! یہ غفلت چھوڑ دے، تجھے بے راہروی کی طلب میں بہت بے وقوف بنایا جا تا رہا ہے۔ اب تیرے لئے وقت آ گیا ہے کہ تو اطاعت اختیار کر کے (بے راہروی سے) باز آ جائے تا کہ تجھے ہادی و مرشد جب کسی بات سے منع کرے تو تو ہوش میں آ جائے)۔

۳۔ مختلف جنگوں کے موقع پر شہداء کے مرثیوں میں بعض شعراء نے جنگ کی تفصیلات بھی ذکر کی ہیں۔ جن میں شہید ہونے والوں کی جرأت و بہادری اور کفار کی ذلت آمیز شکست کا ذکر ہے مثلاً حضرت کعب بن مالکؓ حضرت حمزہؓ کے مرثیہ میں ہند اور مشرکین کو غزوہ بدر کے مقتولین کے واقعات یاد دلاتے ہوئے اپنے اشعار میں ان کے زخموں کو تازہ کرتے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے۔

''ان میں سے ستر آدمی اس اونٹ کی طرح ڈھیر ہو گئے جو پانی کے قریب اپنی جگہ بیٹھا کرتا ہے۔ ان میں عتبہ اور بڑے بڑے شیر موجود تھے اور ابن مغیرہ کی شہ رگ پر تو ہم نے ایسی ضرب لگائی جس سے جھاگ والا خون بہنے لگا اور امیہ جمحی کا رخ اس ہندی تلوار نے سیدھا کر دیا۔ جو مومنین کے ہاتھ میں تھی پس تمہارے پاس مشرکین کا وہ شکست خوردہ گروہ پہنچا جن کا حال یہ تھا کہ وہ بد کے ہوئے شتر مرغوں کی طرح جھاگ رہے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

تھے اور گھوڑے ان کے تعاقب میں تھے''۔(۵۴)

عبداللہ بن رواحہؓ، سیدنا حمزہؓ کی شہادت پر دکھ کا اظہار کرنے کے بعد اپنے قلب کی تسکین اور مسلمانوں کا حوصلہ بڑھانے اور مشرکین کے غموں کو تازہ کرنے کے لئے بدر واقعات کی یاد دہانی کراتے ہیں اور مقتولین بدر کے المناک انجام کی منظر کشی درج ذیل اشعار میں بڑے خوبصورت انداز میں فرماتے ہیں۔

| | | |
|---|---|---|
| نسیتم فربنا بقلیب بدر | + | غداۃ اتا کم الموت العجیل |
| غداۃ ثوی ابو جهل صریعاً | + | علیه الطیر حائمة تجول |
| وعتبة ابنه خرا جمعیاً | + | و شیبة غضه السیف الصقیل |
| و متر کنا امیة مجلعبا | + | و فی حیز و مه لدن نبیل |
| و هام بنی ربیعة سائلو ها | + | ففی اسیافنا منها فلول(۵۵) |

(کیا تم ہماری وہ مار بھول گئے جو تمہیں بدر کے کنویں کے پاس پڑی اور تم بڑی سرعت سے موت کا نوالہ بننے لگے اور جب ابوجہل کو پچھاڑ کر قتل کر دیا گیا اور پرندے اس کے اوپر گھوم گھوم کر چکر لگانے لگے تھے اور عتبہ اور اس کا بیٹا دونوں گر پڑے تھے اور شیبہ کو صیقل شدہ تلوار نے کاٹ کر رکھ دیا۔ اور ہم نے امیہ کو زمین پر دراز کر دیا تھا اور اس کے حلق میں بڑا سا نیزہ داخل تھا اور بنو ربیعہ کھوپڑیوں سے پوچھ لو، ان کھوپڑیوں کی وجہ سے ہماری تلواروں میں دندانے پڑ گئے تھے)۔

۴۔　بعض مرثیوں میں شعراء نے قاتلین اور مشرکین کے افعال شنیعہ اور اعمال قبیحہ پر سخت تاسف و ملامت کا اظہار کیا ہے۔

حضرت حمزہ کی شہادت پر حضرت حسان فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| مال شهیدا بین اسیا فکم | شلت یداً و حشی من قاتل |
| ای امری غادر فی الة | مطر و دة مارنة العامل (۵٦) |

(وہ تمہاری تلواروں کے درمیان شہید ہو گئے۔ خدا کرے وحشی جو کہ حمزہ کا قاتل ہے اس کو دونوں ہاتھ شل ہو جائیں، اس نے یہ خیال نہ کیا کہ وہ کس شخص کو اس حربے کا شکار بنا رہا ہے وہ وحشی جس نے اسے خوب تیز کیا تھا اور اس کی نوک باریک کر دی تھی)۔

ہند بنت عتبہ جس نے جوش انتقام میں حضرت حمزہ کا کلیجہ چبا لیا تھا، اسے سخت ملامت کرتے ہیں کہتے ہیں۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

لا تفرحی یا ھند و استحلبی　　دمعاً و اذری عسیرة الثاکل

و ابکی علی عتبة اذقطة　　بالسیف تحت الرھج الجائل (۵۷)

(اے ہند! تو خوش مت ہو! بلکہ آنسوؤں کا دودھ دھو اور اس ماں کی طرح موٹے موٹے آنسو گرا جس کا بچہ کھو گیا ہو اور عتبہ رو جسے حمزہ نے اپنی تلوار سے اڑتے ہوئے غبار میں کاٹ کر رکھ دیا تھا)

۵۔　　صدر اسلام کے ان اولین مرثیوں میں مرثیہ کا بنیادی عنصر یعنی رنج و غم کا اظہار نمایاں ہے۔ ہر شاعر نے اپنے اپنے اسلوب میں اس کا اظہار کیا ہے۔ چند نمایاں اشعار کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔ مثلاً حضرت کعب بن مالک نے شہداء موتہ پر دردناک مرثیہ کہا ہے اور اس کے ابتدائی اشعار میں اپنے غم و اضطراب کی عمدہ تصویر کشی کی ہے۔ فرماتے ہیں۔

''لوگوں کی آنکھیں سو چکی ہیں جب کہ تیری آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں اس طرح جاری ہیں جیسے بھرے بادلوں سے مسلسل بارش کے قطرے برستے ہیں، ایک ایسی رات کو مجھے غموں نے گھیر لیا جس میں میری حالت یہ ہے کہ چپکے روتا ہوں اور کبھی کروٹیں بدلنے لگتا ہوں۔ غم والم مجھ پر اس طرح مسلط ہے گویا مجھے بنات النعش اور سماک (ستارہ) کے سپرد کر دیا گیا ہے اور گویا (حالت یہ ہے) کہ میرے پہلوؤں اور سینے کے درمیان شہاب ثاقب داخل ہو کر بھڑک رہا ہے۔ یہ حالت ان لوگوں کی وجہ سے ہے جو موتہ میں یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے اور وہاں سے انہیں منتقل بھی نہیں کیا جا سکا''۔ (۵۸)

ولقد ھددت لفقدحمزة ھدة　　ظلت بنات الجوف منھا ترعد

و لو انه فجعت حراء بمثله　　لرایت اسی صغر ھا یتبدر (۸۹)

(میں تو حمزہ کو گم کر کے ٹوٹ چکا ہوں، اس غم نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے جس کی وجہ سے باطنی اعضاء (قلب و جگر) بھی کانپنے لگے ہیں، اس جیسا صدمہ اگر حراء پہاڑ کو پہنچتا تو ہم اس کی جمی ہوئی مضبوط چٹانوں کو بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھتے)۔

حضرت احسان اپنے ایک مرثیہ میں اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

یا حمز ہ قد او حدتنی　　کالعود شدبه الکواضح (۶۰)

(اے حمزہ! آپ نے ہمیں اس شاخ کی طرح اکیلا چھوڑ دیا ہے جسے کاٹنے والوں نے درخت سے کاٹ کر الگ کر دیا ہو)۔

ایک دوسرے مرثیہ میں ان کے تاثرات یہ ہیں۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اظلمت الارض لفقدانه　　و اسود نور القمر الناصل

کنانری حمزة حرزالنا　　فی کل امر بنا نازل (۶۱)

(حمزہ کے فقدان سے زمین تاریک ہوگئی اور بادلوں کی اوٹ سے نکلنے والے چاند کی روشنی سیاہ پڑ گئی ،ہم تو حمزہ کو اپنا محافظ سمجھتے تھے۔ان تمام حوادث میں جو ہم پر نازل ہوتے تھے)۔

## حواشی وحوالہ جات

1۔ ابن منظور،لسان العرب،دارصادر،بیروت (س۔ن) ج14 ص309 بذیل مادۃ ''رثاہ'' نیز دیکھئے:

The New Encylopaedia Britanica 15th Edition, See under Elegy Vol-4 P.440-441

2۔ ابن رشیق : العمدۃ فی صناعۃ الشعر و نقدہ۔ط۔الاولیٰ1344ھ/1925ء،مطبعۃ امین ھندیۃ مصر،ج1ص77-78

3۔ ابن سلام: طبقات فحول الشعراء۔ط،بریل،لیڈن۔ص۔5

4۔ قدامۃ بن جعفر: ''نقد الشعر''،تحقیق و تعلیق دکتور محمد عبدالمنعم الخفاجی،ط اولیٰ، مکتبہ الکلیات الازھریۃ،القاھرہ1398ھ/1978ء ص118

5۔ ابن رشیق: ''العمدۃ''ج1ص79

6۔ اس موضوع کی تفصیل میں طہٰ حسین واحمد امین و دیگر کی ''التوجیہ الادبی'' سے استفادہ کیا گیا ہے، دیکھئے ط۔المطبعۃ الامیریۃ۔القاہرہ1952ء ص174-181

7۔ ابوتمام، دیوان الحماسۃ، باب المراثی، قال متمم بن نویرۃ، حاجی عبدالخالق و دیگر تاجران کتب قصہ خوانی، پشاور (س۔ن) ص151

8۔ ایضاً۔قال العجیر السلولی ص172

9۔ المتنبی: شرح الدیوان فی تسھیل البیان، مطبع مجتبائی دہلی،1345ھ ص423

10۔ جمہرۃ اشعار العرب۔القاہرہ1308ھ (م۔ن) ص128-129

11۔ ابن کثیر:۔البدایۃ والنھایۃ،دارالفکر،بیروت (س۔ن) ج1 ص94

12۔ ایضاً ص95　　13۔ دیکھئے: ابن رشیق،العمدۃ ج2 ص121

14۔ مفضل الضبی: المفضلیات، تحقیق و شرح احمد محمد شاکر و عبدالسلام محمد ہارون، المطبعۃ السابعۃ، دارالمعارف،قاہرہ،1983 ص237

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

15۔ اردو دائرۃ معارف اسلامیہ، دانشگاہ پنجاب، لاہور 1984ء ج2 ص390 بذیل ''مرثیہ''
16۔ المبرد: کتاب التغازی المرائی۔ط۔جامعہ پنجاب 1984ء ص89
17۔ دیکھئے: دیوان الحماسۃ، باب المراثی، قال مھلھل ص174
18۔ ایضاً۔قالت الخنساء ص187
19۔ عبدالقادر، احمد الدکتور: دارسات فی ادب و نصوص العصر الجاھلی، مکتبہ النہضۃ المصریۃ، قاھرہ 1403ھ/1983ء ص168-169
20۔ طبقات فحول الشعراء ص174
21۔ دیکھئے: دیوان الحماستہ، مراثی درید بن الصمتہ، متمم، لبید، مھلھل، قتیلہ، بنت الحارث، صخر السلمیٰ، عمرۃ بنت مرداس اور ہشام بن عتبہ
22۔ القرشی: جمہرۃ اشعار العرب، القاھرۃ، 1308ھ 128-129
23۔ دیکھئے: الحمدۃ، 125/2
24۔ دیوان اوس بن حجر، تحقیق وشرح محمد یوسف نجم، دار صادر، بیروت، 1380ھ/1960 ص53، مزید مثالوں کیلئے دیکھئے۔ابن عبدالربۃ، الاندسی، العقد الفرید، تحقیق احمد امین وآخرون، ط2۔مطبعۃ لجنتہ التالیف والترجمہ والنشر، قاھرۃ 1372ھ/1952ء ج3 ص284-285
25۔ ایضاً
26۔ ابن ہشام: السیرۃ النبویہ۔ تحقیق مصطفیٰ السقاوآخرون۔ط 2۔مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، قاہرۃ 1375ھ۔فصل وفاۃ عبدالمطلب و مارثی بہ من الشعر۔ج169-173
27۔ ابوتمام: دیوان الحماستہ۔ص۔188-189
28۔ دیکھئے: العقد الفرید ج3 ص244
29۔ اس کے ابتدائی اشعار یہ ہیں یا ندیمی اسقنی کاس الحمیا+فی ثنیات اللویٰ من کف ربا+یاندیمی استعیانی خمرۃ+ودعانی ابصر الشیئین شیا+ففوادی قد صحامن سکرتہ+واشتفی الداء الذی کان دویا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے۔الاصمعی: الاصمعیات، القاھرۃ، 1371 ص11
30۔ العمدۃ 121/2
31۔ ایضاً
32۔ دیکھئے: دراسات فی ادب ونصوص العصر الجاھلی ص180
33۔ دیکھئے: دیوان الحماستہ ص174 و دیوان اوس بن حجر ص53-55، حماسہ مہلہل کا اپنے بھائی کلیب کے قتل پر مرثیہ اور اوس بن حجر کا فضالہ بن کلاہ الاسدی کی موت پر مرثیہ۔
34۔ دیکھئے۔طبقات فحوال الشعراء۔ص174

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

35۔ دراسات فی ادب ونصوص العصر الجاھلی ص175
36۔ دیکھئے: اردو دائرہ معارف اسلامیہ ص392 بذیل "مرثیہ"
37۔ دیکھئے: یزیدی المراثی، مراث واشعار فی غیر ذالک واخبار ولغتہ۔ تحقیق محمد نبیل طریفی، منشورات وزارۃ الثقافۃ، دمشق 1991ء
38۔ مثلاً دیکھئے حدیث انسؓ: شھدت بنتاً رسول اللہ ﷺ تدفن ورسول اللہ ﷺ جالس عند القبر فرأیت عینہ تد معاون، (بخاری، دیکھئے الصنعانی، سبل السلام شرح بلوغ المرام۔ دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1391ھ/1971ء ج2 ص114-116
39۔ بخاری: الجامع الصحیح۔ کتاب الجنائز، باب قول النبی ﷺ انا بفراقک لمحزون۔
40۔ ترمذی: سنن الترمذی۔ حدیث 1073
41۔ ابن ہشام: السیرۃ النبویہ، 155/3، 383، 386، 387
42۔ دیکھئے۔ سبل السلام: 116/2
43۔ مثلاً دیکھئے مہلہل کے اپنے بھائی کے مرثیہ کے اشعار۔ دیوان الحماستہ، باب المراثی قال مہلہل ص174 نیز دیکھئے خنساء کے اشعار اپنے بھائی مالک پر ماتم کرتے ہوئے ایضاً۔ قالت الخنساء ص187
44۔ قال: لاتصیح علیہ صائحتہ ولا تبک علیہ باکیۃ، جمہرۃ اشعار العرب، ص85
45۔ خنساء کا تذکرہ اور اس کے کلام پر نقد کیلئے دیکھئے، ابن قتیبہ الشعر والشعراء، دار الثقافتہ، بیروت (س۔ن) ص260-264
46۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ۔ 167/3
47۔ الہامتہ، وھوعلیٰ زعم الجاھلیۃ طائر یخرج من قبر المیت اذا بلیت عظامہ، ویقال لہ الصدیٰ، ومنہ الحدیث لاعددی ولا ہامتہ
48۔ مثلاً دیکھئے: اسود بن زمعۃ کے اشعار، دیوان الحماستہ، باب المراثی ص163۔ نیز قراد بن غویہ کے اشعار الایضاء 188۔
49۔ ابن ہشام: السیرۃ النبویہ 271/3
50۔ ایضاً 167/3
51۔ ایضاً 162/3
52۔ ایضاً 167/3
53۔ ایضاً 157/3
54۔ ایضاً 158/3
55۔ ایضاً 163/3
56۔ ایضاً 156/3
57۔ ایضاً
58۔ ایضاً 385/3
59۔ ایضاً 157/3
60۔ ایضاً 154/3
61۔ ایضاً 156/3

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.